بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

اور سبائیوں کے کرتوت

مؤلفہ مولانا حافظ مہر محمد مدظلہ

فہرست مضامین

حضرت عمارؓ کے فضائل ۱
حضرت علیؓ کے فضائل ۲
عمارؓ کے قاتل سبائی باغی ہیں ۳
حضرت عثمانؓ کے فضائل ۴
حضرت علیؓ نے بھی ان کو باغی کہا ۵
تاریخ بھی ان کو باغی بتاتی ہے ۵
حضرت عائشہ طلحہ وزبیر کی ۷
حضرت علیؓ سے محبت
سبائیوں کی چیرہ دستی ۹
جنگ جمل کے اسباب ونتائج ۹
سبائی درپردہ منافق ہی تھے ۱۱
بلوائیوں نے خفیہ جنگ بھڑکادی ۱۴
طلحہ وزبیرؓ کی شہادت اور ۱۶
حضرت علیؓ کے تاثرات
تاریخ کی مجرمانہ خاموشی ۱۷
جنگ صفین کے اسباب ونتائج ۱۸
بلوائیوں نے عمارؓ کو قاتل عثمان کہا ۱۹
کیا بیعت امیر شام سے امن ہو جاتا ۲۰
حضورؐ اور صحابہؓ کے تاثرات ۲۲
حضرت علیؓ کی مزید مشکلات ۲۳
بلوائی ہی قاتل عمار ہیں ۲۵
مولانا صفدر مدظلہ کی تحقیق ۲۶
تدعوهم الی الجنة کی تشریح ۲۸
عقیدہ اہل سنت اور ۲۹
حضرت علیؓ کے ذکر خیر پر اختتام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

اے عمار! تجھے میرے اصحاب قتل نہ کریں گے تجھے تو صرف باغی ٹولہ قتل کرے گا فرمان نبوی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنھما جلیل القدر قدیم الاسلام اکابر مہاجرین صحابہ کرامؓ سے ہیں۔ راہ خدا میں آپ کے سب گھرانہ نے سخت تکالیف اٹھائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ان تکالیف کو دیکھتے تو فرماتے صبرا یا آل یاسر موعد کم الجنۃ صبر کرو ایذا برداشت کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے پہلے آپ کے والد ماجد شہید ہوئے۔ پھر آپ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنھا کو ابو جہل نے نازک مقام پر نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ غریب فیملی تھی صحابہ کرام قلیل اور کمزور تھے دفاع کوئی نہ کر سکتا تھا۔ ایک دن کفار نے آپ کو بھی گھیر لیا۔ قتل کی دھمکی دے کر کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا۔ آپ نے وہ کہہ کر جان تو بچالی مگر پھر روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ دل میں تو ایمان پکا ہے مگر مجبوراً کلمہ کفر کہہ چکا ہوں میرا کیا بنے گا اسی وقت آیت نازل ہوئی من کفر **باللہ من بعد ایمانہ الامن اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان**۔ جو بھی ایمان لانے کے بعد کافر ہوگا (بڑی سزا پائیگا) ہاں جب اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو کلمہ کفر پر کوئی مواخذہ نہیں) (پ ۱۴ ع ۲۰ سورت نحل)

فضائل :۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے اسی موقعہ پر فرمایا اے عمار! مبارک ہو تیرے جیسوں کے لئے اللہ نے آسانی پیدا فرمادی۔

۲۔ آپ کو عمارؓ سے خوب پیار تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا فرمان ہے کہ حضرت عمارؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ اسلام سے ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا اس طیب ومطیب (خود پاکیزہ اور ستھرے اعمال والے کو خوش آمدید کہہ کر اجازت دو) (ترمذی)

۳۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جن دو باتوں میں سے حضرت عمارؓ کو چناؤ کا اختیار دیا گیا آپ نے سب سے بہتر۔ آسان یا سخت کا انتخاب فرمایا (ترمذی باختلاف الروایات)

۴۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک عراقی بزرگ سے کہا۔ جو آپ سے مسئلہ پوچھنے شام میں آیا تھا۔ کیا تم میں ابن ام عبد (خادم خاص) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نہیں اور کیا تم میں وہ عمارؓ نہیں جسے اللہ نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک کی شہادت سے شیطان سے پناہ دی ہے کیا تم میں حذیفہؓ نہیں کہ ان کے سوا حضور علیہ السلام کے راز جاننے والا کوئی نہ تھا۔ (بخاری)

۵۔ مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی۔ بڑے بھاری پتھر اور بلاک صحابہ کرامؓ ایک ایک اٹھا کر لا رہے تھے۔ دل لگی کے طور پر حضرت عمارؓ کو دو اٹھوا دیتے تھے، حضرت عمارؓ نے حضورؐ سے کہا **قد قتلنی اصحابك یارسول اللہ**۔ کہ آپ کے ساتھیوں نے مجھے مار ڈالا تب آپ نے فرمایا یا ابن سمیہ!

لایقتلك اصحابی وانما تقتلك الفئة الباغية

اے سمیہ کے بیٹے عمار! تجھے میرے صحابی قتل نہ کریں گے تجھے تو ایک باغی ٹولہ قتل کرے گا (سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۴۹۷ واللفظ لہ العقد الفرید لابن عبدربہ المتوفی ۳۲۸ھ وفاء الوفا للسمھودی ج ۱ ص ۳۲۴ المتوفی ۹۱۱ھ)

یہ حدیث صحاح ستہ کی ہے مگر بعض راویوں نے تعمیر مسجد اور لایقتلک اصحابی ذکر نہیں کیا اور **ویدعوھم الی الجنته ویدعونه الی النار** ذکر کر دیا۔

حضرت علیؓ کے فضائل :۔

چونکہ عمارؓ کو حضرت علیؓ سے کمال محبت تھی۔

۱۔ آپؐ کا ارشاد ہے جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ (پیارے دوست) ہیں ترمذی۔

۲۔ نیز فرمایا اے علی آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں (رشتہ و مواخات ایک ہے)

۳۔ علیؓ فرماتے ہیں جب میں پوچھتا حضورؐ بتا دیتے جب چپ رہتا تو از خود بتاتے۔

۴۔ نیز فرمایا خدا۔ ابو بکر عمر عثمانؓ کی طرح علی پر بھی رحم فرمائے اسے اللہ حق ان کے ساتھ کردے جدھر وہ جائیں (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳)

۵۔ نیز فرمایا آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

۶۔ ارشاد ہے کہ اللہ نے مجھے چار صحابہؓ سے محبت کا حکم دیا اور وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ ابو ذر مقداد سلمان علی رضی اللہ عنھم۔

۷۔ ایک دفعہ حضرت علی فاطمہ حسن حسینؓ کو بلایا اور فرمایا یہ میرے گھر کے لوگ ہیں اے اللہ جو مجھ سے ان دونوں سے اور ان کے ماں باپ سے محبت (شریعت کے مطابق) رکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اس لئے صفین کی اجتہادی جنگ میں عمارؓ نے آپ کا ساتھ دیا اور شہید ہوئے تو بہت سے لوگوں نے اسے حضرت معاویہؓ اور آپ کی جماعت پر فٹ کر دیا وہ علیؓ کی محبت اس میں سمجھتے ہیں حالانکہ آپ سے محبت آپ کے کمالات کی وجہ سے ہے خواہ دشمن ہو یا نہ ہو "چونکہ وہ ہمارے دشمن کے دشمن ہیں اس لئے وہ ہمارے محبوب ہیں" یہ خود غرضی کی محبت سبائیوں کی پیداوار ہے یہی حقیقۃ آپ کے دشمن ہیں۔ اب آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ راوی کی غفلت اور نا تمام روایت سے اور محل و موقع نہ بتانے سے کتنا الٹا اثر پڑتا ہے۔ مجرم چھپ جاتے ہیں اور ناکردہ گناہ دھر لیئے جاتے ہیں۔

عمار کے قاتل سبائی باغی ہیں :۔

ہم نے اس مضمون میں حضرت عثمان عمار اور علیؓ کے قاتلوں کو تاریخ سے ظاہر کرنا ہے اور اس صحیح حدیث کے مصداق میں ہمیں یہ بتانا ہے کہ حضرت عمار کے قاتل جنگ صفین کے دو گروہوں میں سے صحابہ کرامؓ ہرگز نہیں بلکہ باغی ٹولہ ہے

کیونکہ نحوی اصول میں الباغیہ الفئۃ کی صفت ہے۔ یہ صفت موصوف تقتلک کا فاعل ہے فاعل کا وجود فعل سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ جس کا معنی یہ ہے۔ کہ یہ گروہ پہلے سے ہی باغی ہے۔ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کی وجہ سے باغی نہیں ٹھہرا۔ اور اس گروہ کی پہلی بغاوت امام برحق حضرت عثمان ذوالنورین کے خلاف ہوئی جو لغت و شرع کے مطابق ہے۔ مصباح اللغات ص ۷۶ بغی کے تحت ہے فئۃ باغیہ امام عادل کی اطاعت سے نکلنے والی جماعت اور اس سبائی جماعت نے آپ کو شہید کر کے بغاوت کی پہلی لعنت حاصل کی۔ چند ارشادات نبوی ﷺ ملاحظہ ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل :۔

۱۔ مُرہ بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے جلدی آنے والے فتنوں کا ذکر کیا ایک صاحب کپڑا اوڑھے گذرے آپ نے فرمایا یہ اس دن ہدایت اور حق پر ہوں گے میں ان کی طرف لپکا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے منہ کی طرف سے آکر حضور سے پوچھا یہ ؟ آپ نے فرمایا ہاں اور قاتل بلوائیوں کو گمراہ اور باطل فرمادیا۔

۲۔ حضرت ابو ھریرہؓ نے حضور علیہ السلام سے سن کر فرمایا تمہیں جلدی ایک اختلاف اور فتنہ سے واسطہ پڑے گا لوگوں میں سے ایک صاحب نے پوچھا۔ ہمارا رہبر کون ہوگا یا آپ کس کی پیروی کا حکم دیتے ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا۔

علیکم بالامیر وھو یشیر الی عثمان بذالك بیھقی دلائل النبوۃ (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

عثمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم اس امیر کی ضرور اطاعت کرنا۔

جب امیر عثمانؓ کی اطاعت واجب تھی۔ تو نافرمان قاتل بلوائی یقیناً باغی ہوئے۔

۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ اللہ تجھے قمیص (خلافت) پہنائیگا منافقین اتروانا چاہیں گے تو ہرگز نہ اتارنا تو ہرگز نہ اتارنا۔

۴۔ ابن عمرؓ مرفوعاً راوی ہیں کہ ایک فتنہ میں عثمان مظلوماً شہید کیا جائیگا (ترمذی)

تو پتہ چلا کہ بلوائی قاتل عثمان ظالم بھی تھے منافق بھی۔ باغی ہونا واضح ہے کہ
وہ خلافت چھینتے ہیں جو حضورؐ نہیں اتارنے دیتے۔

حضرت علیؓ نے بھی ان کو باغی اور جاہلی کفار سا کہا :۔

تاریخ طبری ج ۳ ص ۵۰۷ جمل اور تاریخ الخلفا للخضری ص ۸۷ وغیرہ
کتب میں ہے۔

"حضرت علیؓ نے خدا کی حمد و ثنا، کے بعد فرمایا۔ کہ خدا نے جاہلیت کی
بدبختی کے بعد اسلام کی سعادت بخشی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یکے بعد
دیگرے تینوں خلفاء پر امت کو متفق رکھا۔ آج جس حادثے سے ہم دوچار ہیں امت پر
اس گروہ نے اسے مسلط کیا ہے جس نے دنیا ہی کو طلب کیا ہے اس امت پر جو خدائی
انعامات ہیں ان پر اس گروہ نے حسد کیا اور اسلام کو ختم کرنے کی ٹھانی یہ لوگ زمانہ جاہلیت
کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ سنو میں کل مدینہ واپس جارہا ہوں تم بھی میرے ساتھ کوچ کرو وہ
لوگ میرے ساتھ ہرگز نہ چلیں جنہوں نے حضرت عثمان پر طعن کرنے یا قتل کرنے
میں کسی قسم کی اعانت کی ایسے بیوقوف اپنی جانوں پر لعنت کریں علباء بن ہیثم سالم بن ثعلبہ
عبسی اشتر نخعی وغیرہ عبداللہ بن سبا کی پارٹی نے یہ اعلان سنا تو ان کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ صلح
ان کے قتل پر منتج ہو گی چنانچہ رات کو خفیہ جنگ بھڑکا دی" (ابن خلدون)

تاریخ بھی قاتلین عثمان کو باغی اور ابن سبا یہودی کا پروردہ بتاتی ہے :۔

"عبداللہ بن سبا یمن کا یہودی تھا۔ جس کی طرف روافض کا غالی فرقہ سبائیہ
منسوب ہے۔ اس کی ماں کالی تھی اس نے ظاہراً اپنے کو مسلمان کہا اسلامی صوبوں کے
دورے کئے تاکہ انہیں ائمہ دین کی اطاعت سے ہٹادے اور ان میں شر پھیلادے اس
نے افتتاح تو صوبہ حجاز سے کیا پھر بصرہ اور کوفہ میں پھرتا رہا پھر عثمان بن عفان کے آخر
دور میں دمشق آ گیا اہل شام میں وہ اپنا فتنہ نہ پھیلا سکا اور انہوں نے اسے نکال دیا حتی کہ
مصر آ گیا وہاں ایک انجمن بنائی اور اپنا پروگرام و عقیدہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہتا
تھا۔ مجھے ان مسلمانوں پر تعجب ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کا لوٹنا (قرب قیامت میں) تو

مانتے ہیں مگر حضرت محمد کا لوٹنا نہیں مانتے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس خدا نے
آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپ کو معاد (قیامت) کی طرف لوٹائیگا (یہ یہودی معاد
سے مراد قیامت سے پہلے لوٹانا بتاتا تھا) تو محمد حضرت عیسیٰ سے زیادہ لوٹنے کا حق رکھتے
ہیں اس کی یہ بات (مصریوں نے) مان لی اور اس نے عقیدہ رجعت ایسے گھڑا کہ لوگ
بحثیں کرنے لگے۔ اس کے بعد پھر کہنے لگا۔ ہزار نبی آئے جن کی وصی بھی تھے پھر کہنے
لگا محمد خاتم النبیین ہیں۔ اور علی خاتم الاوصیاء ہیں۔

پھر کہنے لگا اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کے رسول کی وصیت جاری نہ
کرے اور رسول اللہ کے وصی علیؓ کے حق پر قبضہ کرلے اور امت کا انتظام خود سنبھال
دے۔ اس کے بعد کہنے لگا عثمان نے بہت سے اموال جمع کر لئے ہیں جو ناحق لیے ہیں
اور یہ رسول اللہ کے وحی (اقتدار سے محروم) ہیں تم ان کو اقتدار دلانے کے لئے اٹھو
تحریک چلاؤ اور اپنے حاکموں افسروں پر اعتراض سے آغاز کرو بظاہر امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کی عادت اپناؤ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو۔ انقلاب کی دعوت دو چنانچہ اس
نے اپنے ایجنٹ پھیلا دیئے اور مختلف شہروں کے فسادیوں سے خط و کتابت شروع کر
دی۔ لوگوں کو خفیہ اپنی طرف دعوت دیتے تھے اور اچھی باتوں کا حکم ظاہر کرتے تھے
اور گورنروں کے عیوب بنا کر ہر شہر میں اپنی برادریوں کی طرف لکھتے رہتے تھے حتی کہ
یہ جھوٹی افواہیں اور خبریں ہر سرزمین میں پھیل گئیں لوگ ہر جگہ ان کو پڑھتے سناتے
تھے اور کہتے تھے۔ کہ شکر ہے ہم تو صحیح سلامت ہیں۔ باقی صوبے اپنے افسروں
گورنروں سے کتنے تنگ ہیں یہ فسادی جو ظاہر کرتے نیت اس کے خلاف ہوتی جو کچھ وہ
چھپاتے۔ بظاہر اس کے خلاف کہتے الخ" تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۴۳۱ تاریخ طبری ج
۳ ص ۳۷۸۔ ۳۷۹ ابن خلدون رجال کشی تنقیح المقال وغیرہ۔

شیعہ مذہب کا یہی بیج اور نطفہ تھا۔ جس نے ایام حج میں دو ڈھائی ہزار
غنڈے جمع کر کے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا جن کا مقابلہ مدنی صحابہ کرامؓ نہ کر سکے
کیونکہ حضرت عثمانؓ نے ان کو حملہ روک دیا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے شام سے فوج
بھیجنا چاہی حضرت عثمان نے فرمایا ضرورت نہیں۔ اہل مدینہ اور بیت المال پر بوجھ ہو گا۔

حضرت علیؓ نے بھی ڈانٹا کہ فوج ہر گز نہ بھیجیں۔

حضرت عائشہؓ طلحہؓ زبیرؓ کی علیؓ سے محبت :۔

اب یہ بلوائی مختلف الخیال تھے۔ مصری۔ جن کے اکثر غنڈے۔ کنانہ بن بشیر عمرو بن حمق۔ عمیر بن ضابی سودان بن حمران۔ اسود تجیبی خالد بن ملجم۔(قاتل علیؓ بن ملجم کے بھائی) وغیر ھم۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل تھے۔ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔اور بصری طلحہؓ کو کوفی زبیرؓ کو۔ یہ دونوں بزرگ حضرت علیؓ کے آغاز اسلام سے جگری دوست تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت تیسرے دن تب کی جب علی نے کر لی زبیرؓ نے بیعت عثمان کے وقت اپنا حق علی کو دیدیا تھا۔ مسجد نبوی کے بھرے مجمع میں احنف بن قیس نے پوچھا میں قتل عثمان کے بعد کس کی بیعت کروں تو طلحہ و زبیر نے فرمایا علیؓ کی فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۴۔ اب بھی بلوائی وغیرہ بیعت کرنے آئے تو انہوں نے انکار کر دیا کہ تم گھروں کو واپس جاؤ ہم تو علی کی بیعت کریں گے ام المومنین عائشہؓ سے عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی نے پوچھا تھا کہ میں قتل عثمان کے بعد کس کی بیعت کروں تو آپ نے فرمایا الزم علیا۔ علیؓ سے وابستہ ہو جاؤ(فتح الباری ج ۱۳ ص ۷۵ مطبعہ دار الفکر احادیث فتن)

اب آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ یہ مایہ ناز اسلام کی عظیم الشان ہستیاں حضرت علیؓ کی حبدار تھیں ان کو ہی خلیفہ برحق اور اپنا پیشوا جانتی تھیں۔ مناقب علی میں ان کی زبان رطب اللسان رہتی تھی۔ کتب حدیث پڑھ دیکھئے۔ ان تینوں(طلحہ زبیر ام المومنین عائشہؓ) کو حضرت علیؓ کا مخالف باغی اور بدخواہ بتانا بناوٹی تاریخ کا بدترین جھوٹ ہے۔ جو حضرت عثمان کے قاتل "فئہ باغیہ" نے اس لئے مشہور کر کے تاریخ کا جزبنا دیا کہ وہ خدائی حکم۔ "کتب علیکم القصاص فی القتلی "مقتولوں کا بدلہ لینا تم پر فرض ہے، "اے عقلمندو! تمہارے لئے زندگی بدلہ لینے میں ہے"(بقرہ پ ۲ ع ۶) حکومت مرتضوی سے جاری کرانا چاہتے تھے۔ مگر حکومت بے بس تھی سبائی فتنہ باغیہ ہی کو سب کچھ کرنے کے اختیارات تھے وہ حضرت علیؓ کی ہر گز نہ مانتے تھے۔ ہاں علیؓ

سے اپنی منواتے تھے۔ اسی اجراء قصاص کے جواب اور اپنی مجبوری میں حضرت علیؓ نے اپنے جگری یاروں۔ طلحہ و زبیرؓ سے یوں معذرت کی "اے بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں لیکن میرے پاس اس کی قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے انتہائی زور اور اثر پر ہیں وہ(اس وقت) ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر مسلط نہیں **(یملکوننا ولا نملکھم)**(نہج البلاغہ ص ۴۵۶ مترجم مفتی جعفر حسین، طبری ج ۳ ص ۴۵۸)اب ایک سنی عالم کا بیان بھی جگر تھام کر سنیئے۔

داؤد بن ابی ھند امام شعبیؒ سے رایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے تو لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ جبکہ آپ مدینہ کے بازار میں بیٹھے تھے۔ اور کہنے لگے اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ ہم آپ کی بیعت کر لیں۔

فقال حتی یتشاور الناس فقال بعضھم لئن رجع الناس الی مسارھم بقتل عثمان ولم یقم بعده قائم لم یؤمن الاختلاف و فساد الامة فاخذ الاشتر بیده فبایعوه (فتح الباری ج ۱۳ ص ۵۴ ج ۳ ص ۴۵۵)

تو حضرت علیؓ نے فرمایا(ٹھہرو) میں لوگوں سے مشورہ تو کر لوں۔ تو کچھ لوگ کہنے لگے۔ عثمان کو قتل کر کے یہ لوگ اگر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور عثمان کے بعد کوئی خلیفہ کھڑا نہ ہوا تو امت میں فساد اور بگاڑ سے اطمینان نہ ہو گا تو اشتر نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور سب بلوائیوں نے بیعت کر لی۔

کیا بات آپ کو سمجھ آئی ؟۔ حضرت علیؓ تو عام اہل مدینہ مہاجرین وانصارؓ سے بیعت کا مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ مگر سبائی مصر ہیں کہ ہم پہل کر کے اپنی جانیں بھی محفوظ کر لیں اور وزیر مشیر کمانڈر انچیف بن کر اہل مدینہ پر اپنی دہشت برقرار رکھیں کتنی دور کی سوچ اور گہری سازش ہے کہ اگر ہم خلیفہ بنائے چلے جاتے ہیں تو اہل مدینہ میں کوئی ہمت اور سکت نہیں کہ وہ اپنا خلیفہ چن کر امت کو فتنہ و فساد سے بچا سکیں۔ گویا ہم بلوائی ہی ان کے سیاہ و سفید کے مالک اور امن و صلح کے ذمہ دار ہیں۔

سبائیوں کی چیرہ دستی :۔

افسوس کہ تاریخ انہیں کے سیاہ کارناموں اور ۹۰ ہزار مسلمانوں کے خون سے لبریز ہے ان کی چیرہ دستی ملاحظہ ہو۔ کہ اہل مدینہ کو دھمکی دے کر کہتے ہیں دو دن کی مہلت ہے ورنہ ہم طلحہ زبیر علیؓ کو قتل کر دیں گے تب یہ لوگ علیؓ پر چھا گئے کہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں (طبری ج ۳ ص ۴۵۶)

مولانا معین الدین ندوی سیر الصحابہ ج ۲ ص ۹۱ حضرت زبیرؓ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی مسند نشینی کے بعد بھی مدینہ میں امن وامان قائم نہ ہو سکا۔ سبائی فرقہ جو اس انقلاب کا بانی تھا اور فتنہ وفساد کے نئے نئے کرشمے دکھاتا رہتا تھا جاہل بدوی جو ہمیشہ ایسے لوٹ مار کے موقعوں میں شریک ہو جاتے سبائیوں کے ساتھ ہو گئے حضرت علیؓ نے کوشش کی کہ یہ لوگ اپنے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ جائیں اور بدویوں کو بھی شہر سے نکال دیا جائے لیکن سبائیوں کے انکار اور ضد کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی (بحوالہ تاریخ طبری ص ۳۰۸۱)

یہی وہ چوک اور جنکشن تھا کہ گاڑیوں کو اپنے الگ الگ رخ پر چلانا تھا۔ مگر سبائیوں نے کانٹے غلط سمتوں پر بدلا دیئے اور گاڑیاں ٹکرانے سے امت مسلمہ تباہ ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل سبائیوں کی انہی سازشوں کی وجہ سے مسلمانوں میں دو بڑے ہولناک تصادم ہوئے مجبوراً ان کی تفصیلات تاریخ سے نقل کی جاتی ہیں۔

جنگ جمل کے اسباب ونتائج :۔

جنگ جمل اور اسی طرح صفین جو بلوائیوں کی سازش اور صحابہ و تابعین میں محض اجتہاد اور اختلاف رائے کے سبب ہوئی تھیں ان کے نقصانات اور فرقہ وارانہ فسادات سے آج تک دنیا دکھ کے چرکے سہ رہی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے ساتھی قیس بن عباد کے پوچھنے پر فرمایا کہ "مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق کچھ نہ فرمایا بلکہ یہ میری اپنی رائے تھی (ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۴) وجہ یہ ہوئی

کہ آپ طالبین قصاص سے بیعت لینا چاہتے تھے اگرچہ بلوائیوں کے علاوہ عام مہاجرین و انصارؓ اہل مدینہ نے حضرت طلحہ وزبیر سمیت بیعت کر لی تھی صرف حضرت امیر معاویہ اور اہل شام نے نہ کی تھی مگر یہ سب مصر تھے "کہ بلوائی آپ کے لشکری ہیں ان سے بدلہ لے لیں پھر ہم بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہی افضل اور حقدار ہیں" اگر بلوائی آپ کے مخلص اور حکومت کے خیر خواہ ہوتے تو درجن بھر قاتلین عثمان حضرت علیؓ کے سپرد کر دیتے آپ بدلہ لے کر سب رعایا کو خوش کر کے اپنا ہمنوا بنا لیتے اور خانہ جنگی کی بجائے اسلامی لشکر خلفاء ثلاثہ کی طرح کفار پر ہی یلغار کرتے تو تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ تاریخ کا حضرت معاویہؓ پر ہی یہ الزام ہے کہ وہ سامنے کیوں آگیا اس لشکر کو شام میں کیوں گھسنے نہ دیا جیسے کہ حضرت عثمان کی شہادت سے پہلے سبائی تحریک کو شام سے نکال دیا تھا اور انہوں نے دھمکی دی تھی کہ ہماری حکومت آنے والی ہے تم سے نمٹیں گے "(طبری)

اگر معاویہؓ رکاوٹ نہ بنتے تو وہ بلوائی پورے ملک میں قتل وغارت کرتے جیسے حضرت علیؓ ان باغی خارجیوں کے ساتھ جنگ لڑنے میں مسلمانوں کو ابھارتے ہیں "کیا تم معاویہ اور اہل شام سے لڑنے تو جاتے ہو اور ان کو آزاد چھوڑتے ہو جو تمہاری اولادوں اور مالوں کے مالک بن جائیں گے انہوں نے ناحق خون بہائے اور لوگوں میں خوب قتل و غارت کی اللہ کا نام لے کر ان سے لڑو (ابو داؤد ج ۲ ص ۳۰۹) یہ خارجی بلوائی زیادہ تر مصر کے اور بصرہ کوفہ وغیرہ کے ڈاکو بدوؤں پر مشتمل تھے۔ مدینہ میں ان کے تشدد تسلط اور قتل کے خوف سے سینکڑوں اموی حضرت عثمان کے ورثاء اور رشتہ دار شام کو بھاگ گئے جن میں حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبید اللہ بھی تھے کیوں کہ ان مجوسی سبائیوں نے سب سے پہلا آرڈر یہ دیا کہ اسے قتل کر دو کیونکہ اس نے ۱۲ سال پہلے اپنے والد کے بالواسطہ قاتل ایرانی ذمی شہزادہ ہرمزان کو گواہ مل جانے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا جس کی دیت تمام مہاجرین وانصارؓ کے اتفاق سے حضرت عثمان نے ادا کر دی تھی۔

دو درجن کے قریب اکابر صحابہ۔ سعد بن ابی وقاص سعید بن زید بن عمرو بن نفیل۔ جس کے موحد والد کو آپ نے ایک امت اور جنتی قرار دیا تھا عبد اللہ بن عمر محمد

بن مسلمہ ابو بکرہ نفیع بن الحارث قدامہ بن مظعون اسامہ بن زید سلمہ بن سلامہ صہیب مہاجرین میں سے اور حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیجہ، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ انصار میں سے وغیرہ رضی اللہ عنہم بروایت جریر از مدائنی بحوالہ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۲۷ طبیروت) نے بیعت نہ کی ان حضرات کو معاذاللہ حضرت علیؓ سے کوئی کدورت نہ تھی صرف اس لئے بیعت نہ کی اور گھروں میں تنہا بیٹھ رہے کہ جب تک بلوائی گھروں میں واپس نہ جائیں دربار مرتضوی میں ہماری کوئی شنوائی نہیں جانوں کا خوف الگ ہے۔ کاش کہ یہ اکابر بہادر صحابہ حضرت علیؓ کے دربار میں خود ہی پہنچ جاتے یا علی ان کو گھروں سے بلا کر اپنی کابینہ اور مشوروں میں شامل کر لیتے کہ، وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ پ ۲۵ پر عمل ہو جاتا اور امت محمدیہ قتل وغارت سے بچ جاتی۔

سبائی درپردہ منافق ہی تھے :۔

مگر حضرت علیؓ تو مجبور تھے آئندہ کے حالات اور ان کی منافقانہ چالوں سے آگاہ نہ تھے۔ جیسے خود حضور علیہ السلام سے خدا فرماتے ہیں۔ **لا تعلمهم نحن نعلمهم** ان کو آپ نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔

جاننے والا خدا ان کے کرتوت یہ سناتا ہے۔

۱۔ کچھ لوگ کہتے ہیں ہم خدا و قیامت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں خدا اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں (بقرہ پ ۱)

۲۔ جب یہ مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں جب اپنے شیطانوں (عبداللہ بن سبا یہودی جیسوں) سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ہیں مسلمانوں سے ٹھٹھا مذاق (اور دھوکہ) کرتے ہیں۔ پ ۱

۳۔ کچھ لوگ وہ بھی ہیں (اخنس بن شریق اور اشتر نخعی جیسے) جن کی بات دنیا میں آپ کو پسند آتی ہے اور وہ اللہ کو اپنے دل کے اخلاص کا گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ بدترین جھگڑالو ہیں (پ ۲ ع ۹)

۴۔ اور اگر وہ منافق بات کریں تو آپ ان کی بات سنیں گے گویا وہ جمے ہوئے لکڑی کے ستون ہیں وہ (مسلمانوں کے مشورہ کی) ہر آواز اپنے خلاف سمجھتے ہیں یہی تو مسلمانوں کے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہئے اللہ ان کو برباد کرے کدھر بھٹک گئے ہیں۔ (منافقون پ ۲۸ ع ۱۳)

۵۔ اللہ آپ کو معاف کرے ان کو چھٹی کیوں دیدی (نہ دیتے) تو آپ پر واضح ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور جھوٹوں کو بھی جان لیتے (توبہ ع ۷ پ ۱۰)

ہمارے خیال میں حضرت طلحہ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت برضاء و رغبت اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کی تھی ۲۰ ذی الحجہ سے جمادی الاولیٰ تک ۵ ماہ بھرپور کوشش کی کہ سبائی گھر چلے جائیں پھر درجن بھر قاتلوں سے بدلہ لیا جائے کوفہ اور بصرہ کی گورنری بھی مانگی تاکہ بلوائیوں کو وہیں کنٹرول کر لیں۔ عرب کے مشہور سیاستدان حضرت مغیرہ بن شعبہ عبداللہ بن عباس حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہم نے یہی مشورہ دیا کہ ان کو عہدے دو صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاؤ مدینہ سے نہ نکلنے دو (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۵) ابن عباسؓ نے کہا معاویہ کو ابھی معزول نہ کرو طبری ج ۳ ص ۴۶۱ ابھی تک سب کچھ آپ کے قبضے میں ہے مفسدوں سے خود نمٹو سب لوگ آپ کے ہو جائیں گے۔

چونکہ ان مشوروں میں سبائیوں کی موت تھی رد کر دیئے گئے حضرت حسنؓ نے چیخ کر کہا اباجی آپ پر فلاں فلاں (اپنی منوانے میں) غالب آگئے۔ (طبری) مولانا شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں۔ "ابن عباس نے حضرت علی کو کہا میری بات مانئے، گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جایئے یا اپنی جاگیر ینبع میں چلے جایئے لوگ تمام دنیا کی خاک چھان ماریں گے لیکن آپ کے سوا کسی کو خلافت کے لائق نہ پائیں گے خدا کی قسم اگر آپ ان مصریوں (قاتلان عثمان خارجی زیادہ تر انہیں سے بنے) کا ساتھ دیں گے تو کل آپ پر ضرور عثمان کے خون کا اتہام لگ جائے گا"

حضرت علی! اب کنارہ کش ہونا میرے امکان سے باہر ہے۔

ابن عباس! معاویہ کو برقرار رکھ کر اپنا طرفدار بنا لیجئے (کیونکہ ان کو اپنا

مفتوحہ علاقہ پسند ہے آپ کا معاون بنا رہے گا تاریخ)

حضرت علی! غصہ سے برھم ہو کر ابن عباس کو سختی سے کہتے ہیں "خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا طبری ص ۳۰۸۵ (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۲۴۰)

یہی وجہ ہے کہ مصری باغیوں کا مداح فرقہ خاصہ آج تک ان علوی خیر خواہ مشیروں کو اچھا نہیں سمجھتا۔

حضرت طلحہ وزبیرؓ مایوس ہو کر مکہ آگئے حضرت عائشہؓ اور اہل مکہ کو مدینہ کے یوں دردناک حال سنائے۔

"ہم اعراب کے شوروشہ کے خوف سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں اور ہم نے وہاں ایسی حیران قوم کو چھوڑا ہے جو نہ حق کو پہچانتی ہے اور نہ باطل سے احتراز کرتی ہے اور نہ اپنی جانوں کی حفاظت کرتی ہے۔ (طبری ج ۳ ص ۴۶۹ سیر الصحابہ ج ۲ ص ۹۲)

چنانچہ حالات کی اصلاح۔ دراصل حضرت علیؓ کی امداد۔ اور بلوائیوں کو آپ سے ہٹانے کے لئے اہل مکہ نے طلحہ وزبیر کو ایک ہزار کا لشکر فراہم کیا طبری ج ۳ ص ۴۷۲ اور صنعاء پر حضرت عثمان کے گورنر یعلی بن امیہ نے ۴ لاکھ درہم ۷۰ قریشی نوجوان اور حضرت عائشہؓ کو عسکر نامی اونٹ ۸۰ دینار میں خرید کر دیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے اپنے حامیوں کے سامنے تبصرہ یوں فرمایا۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے کن سے واسطہ پڑا۔ سب لوگ حضرت عائشہؓ کے زیادہ فرمانبردار ہیں۔ حضرت زبیرؓ سب سے زیادہ طاقتور ہیں طلحہ سب لوگوں سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ یعلی بن امیہ سب لوگوں سے زیادہ خوشحال ہیں (البدایہ والنہایہ فتح الباری ج ۱۳ ص ۵۵)

یہ دونوں حضرات مزید کمک لینے کیلئے اپنے مقبول شہر بصرہ آگئے گورنر سے معمولی جھڑپ کے بعد بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ ان کا معقول وفد یا نمائندہ مدینہ میں حضرت علیؓ کو جا کر بتاتا کہ حالات ہمارے قابو میں ہیں آپ تشریف لائیں تاکہ باہمی مشورہ سے بلوائیوں سے نمٹیں۔ بلوائی فوراً مدینہ پہنچے آپ کو ابھارا کہ اب بصرہ کے بعد مدینہ پر بھی چڑھائی ہونے والی ہے لشکر لے کر پہنچیں آپ تیار ہو گئے۔

اہل مدینہ نے بہت منت سماجت کی کہ لشکر لے کر وہاں نہ جائیں عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ "پھر سلطان المسلمین مدینہ لوٹ کر نہ آسکے گا از خود ملیں مفاہمت کی شکل نکل آئیگی"۔ مگر بے سود۔ پھر اہل مدینہ نے چنداں ساتھ نہ دیا آپ ۱۹۰۰ افراد لے کر مدینہ سے بصرہ پہنچے صحابہ بہت کم تھے بقول امام شعبی ۶ بدری آپ کے ساتھ ہوئے (عمار کے علاوہ) ابوالھیثم بن تیہان ابو قتادہ انصاری زیاد بن حنظلہ۔ خزیمہ بن ثابتؓ (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۴) افسوس کہ یہ اکابر اس وقت بھی باہم نہ مل سکے ورنہ معاملہ بہت آسان تھا۔ مزید امداد کے لئے اشتر نخعی کوفہ پہنچا یہ توزبیر کا شہر تھا اس کے ساتھ کوئی نہ چلا گورنر کوفہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے خالی واپس کر دیا اب حضرت علیؓ نے ایسی دو ہستیوں کو بھیجا جن کے ایمان و کردار پر سب مسلمانوں کو ناز ہے یعنی عمار بن یاسرؓ اور ریحانہ رسول دلبند بتول حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمار نے جامع مسجد میں فرمایا "لوگو معاملہ بہت نازک ہو چکا ہے ایک طرف ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہیں جو تمہارے نبی کی اس جہان میں بھی زوجہ ہیں اور آخرت میں بھی زوجہ ہیں۔ دوسری طرف آپ کے چچازاد امیر المومنین علی ہیں اب تم کس کی مانو گے زوجہ نبی کی یا علیؓ کی؟ ہائے دنیا حیران تھی کہ کیا ہو گیا کس کی مانیں اور کسے رد کریں؟ تقریر ناکام رہی۔ اب سبط پیغمبر تشریف لائے جو شکل و اعمال میں حضورؐ کے مشابہ تھے عقل و خطابت کا جوہر خاص ملا تھا بڑی تہذیب اور شائستگی سے ایک ہی تقریر میں لوگوں کا دل موہ لیا گورنر نے مخالفت کی اس کو مسجد سے نکالدیا اور ۹۶۵۰ کا لشکر لے کر بصرہ پہنچ گئے۔

بلوائیوں نے خفیہ جنگ بھڑکادی :۔

اب حضرت علی طلحہ زبیرؓ باہم تنہا ملے تو پتہ چلا کہ کوئی کسی کا مخالف نہیں سب اللہ کے قانون کے علمبردار اور صرف سبائیوں کے دشمن ہیں جو لگائی بجھائی سے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔ طبری تاریخ الخلفاء للخضری سے ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت علیؓ نے صلح کا اعلان کر کے سبائیوں سے کہا "مفسدو! میرے لشکر سے نکل جاؤ" اپنی بے وقوفی پر ماتم کرو اب ہر تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ان مفسدوں نے خفیہ

رات کو میٹنگ کی، کہ رات فریقین میں سو کر خفیہ جنگ چھیڑ دو" چند اقتباسات یہ ہیں۔

ا۔ لشکر علوی کے کمانڈر انچیف مالک بن ابراہیم اشتر نخعی نے کہا خدا کی قسم ان کا مشورہ ہمارے بارے ایک ہی ہے کہ ان کی صلح ہمارے خون پر ہو گی آؤ طلحہ کو تو عثمان کے ساتھ ملادیں تاکہ ہم پر خاموشی سے راضی ہو جائے (معلوم ہوا مروان کا طلحہ پر تیر چلانے کی روایت جھوٹ ہے) ان کے قائد ابن سبا یہودی نے کہا کہ طلحہ اور اس کے ساتھی تو ۵ ہزار ہیں اور تم اڑھائی ہزار ہو تم ایسا نہیں کر سکتے (اندازہ لگائیے کہ پروپیگنڈہ کتنی بڑی طاقت یا لعنت ہے کہ ان ۲۵۰۰ نے یہاں ۱۰ ہزار کا خون بہایا۔ پھر ۵۔۱۰۔۲۰ ہزار بن کر صفین پہنچے اور ۷۰ ہزار شہید کروائے) طبری ج ۳ ص ۵۰۷ طبع بروت نے مزید یہاں لکھا ہے کہ اشتر نخعی نے کہا۔ طلحہ اور زبیر کی پالیسی تو واضح ہے مگر علیؓ کی پالیسی کو ہم آج تک نہ سمجھ سکے۔

فهلموا فلنتوائب علی علیؓ فنلحقه بعثمان فتعود فتنة
یرضیٰ منا فیها بالسكون

آؤ علی پر بھی (معاذ اللہ) بھرپور حملہ کریں اسے عثمان سے ملادیں
ایسا فتنہ برپا ہو گا کہ علی ہم سے پر سکون خوش ہو گا۔
ابن سودا، نے اسے خوب ڈانٹا دفع ہو جا پھر تو ہم بے نقاب بالکل ننگے (مسلمانوں کے دشمن) ہو جائیں گے (آئندہ اور جنگیں بھی تو لڑانی ہیں)

۲۔ علباء بن میثم نے کہا فریقین سے الگ تھلگ رہو جب تک تمہارا کوئی سردار مقرر نہ ہو ابن سوداء نے کہا خدا کی قسم لوگ پسند کرتے ہیں کہ تم الگ ہو تو تمہیں پرندوں کی طرح اچک لیں۔

۳۔۴۔ سالم بن ثعلبہ اور سوید بن ابی ادفی سے کہا اپنا فیصلہ پختہ کر لو۔

۵۔ تو ابن سوداء نے کہا اسے میری قوم (یعنی سبائی مسلمان نہیں) تمہاری کامیابی اسی صورت میں ہے کہ لوگوں میں گھل مل کر رہو اور کل جب لوگ ملیں تو دونوں میں گھس کر نعرہ "مخالف نے غداری کی" لگا کر جنگ شروع کر دو کہ لوگ لڑائی سے بچ نہ سکیں گے اور اللہ طلحہ زبیر اور علی کو باہم الجھا دے گا" اس عہد و پیمان پر وہ

دونوں لشکروں میں جا کر سو گئے سحری کو جنگ بھڑکا دی (ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰۷)

طلحہ وزبیر کی شہادت اور حضرت علیؓ کے تاثرات :۔

افسوس کہ اعلان صلح سن کر سوئے ہوئے بے فکر لوگ اپنا تحفظ نہ کر سکے اس غیر ارادی اچانک جنگ میں بقول ابن حجر ۱۳ ہزار افراد کام آئے حضرت علیؓ نے طلحہ وزبیر کو ایک حدیث یاد دلائی۔ جو قابل تحقیق ہے۔ دونون جنگ سے علیحدہ ہو گئے نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز وغیرہ نے ان کو شہید کر دیا افسوس کہ حضرت علیؓ اپنے فوجیوں سے ان کی حفاظت نہ کر سکے اگرچہ آپ نے طلحہ کی لاش کو دیکھ کر فرمایا کاش میں ۲۰ سال پہلے فوت ہو گیا ہوتا پھر آپ کے شل ہاتھ کو چوم کر فرمایا احد میں اس ہاتھ نے رسول اللہ کو شہید ہونے سے بچایا تھا پھر آپ اور آپ کے مخلص ساتھی طلحہ و زبیرؓ پر رونے لگے۔ ایک شخص نے حضرت علیؓ کو آکر کہا طلحہ کا قاتل آپ سے ملنا چاہتا ہے (جو مردان نہیں سبائی حبدار تھا) تو فرمایا اسے دوزخ کی بشارت دو پھر علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے اے اللہ میں عثمان کے قاتلوں سے بری ہوں (تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۸۹) آپ نے اپنے پھوپھی زاد حضرت زبیرؓ کے قاتل عمرو بن جرموز کو بھی ارشاد نبوی کے مطابق جب جہنم کی بشارت سنائی تو وہ بولا نقتل اعداء کم وتبشر ونا بالنار (الاخبار الطوال) ہم تو تمہارے دشمن قتل کریں تم ہمیں دوزخ کی بشارت دو (عجیب انصاف ہے!) پھر اس نے آپ کے سامنے خودکشی کر لی تو آپ نے فرمایا حضور نے سچ فرمایا تھا کہ یہ (اور آج کے بھی اس کے مداح) دوزخی ہیں اس جنگ میں حضرت علیؓ بھی۔ حضرنت عائشہ کی طرح۔ حضرت عثمان کے قاتلوں اور ان کے حبداروں پر لعنت بھیجتے تھے **اللهم العن قتلة عثمان واشياعهم** (ص ۸۹ ج ۷) تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۸۸ اور دونوں کے متعلق یہ آیت پڑھتے تھے ہم نے ان کے دلوں سے کینہ نکال دیا جنت میں وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ (پ ۱۴ ع ۴)

جمل عائشہ کے اردگرد آپ کی حفاظت کے لئے آنے والے بنو ضبہ وغیرہ کے ۵ ہزار مسلمان بے رحم اشتر نخعی نے شہید کئے حضرت علیؓ اس یکطرفہ مسلم کشی

سے بہت پریشان ہوئے اشتر سفا کی تو آپ کے کہنے سے نہ رک سکتا تھا البتہ آپ نے کونچیں کٹوا کر اونٹ کو گرایا اہل بصرہ کی شکست کا اعلان کیا حضرت عائشہ کو شہید ہونے سے بچا لیا اور باعزت مدینہ کی طرف رخصت کیا اور اعلان فرمایا لوگو! یہ تمہارے نبی کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بیوی ہیں ولھا حرمتھا الاولی. ان کی وہی پہلی عزت برقرار ہے سوائے اس کے کہ ان سے عورتوں جیسی غلطی ہوئی اور مقابلے پر آ گئیں (حالانکہ لڑنے نہیں صلح کرانے آئی تھیں) پھر حضرت عائشہ نے بھی علیؓ کی تعریف کی کہ میری ان سے شکر رنجی ایسی ہے جیسے دیور سے ہو جاتی ہے رضی اللہ عنھما باہر دو سبائیوں نے حضرت عائشہ کو اماں کہہ کر بھی تنقید کی تو حضرت علیؓ نے اپنے ایس پی قعقاع بن عمرو سے ان کو ۱۰۰/۱۰۰ درے لگوائے۔

اگر پاکستان میں حضرت علیؓ کا یہ قانون سزا لاگو ہو جائے تو فرقہ وارانہ جھگڑے بہت کم ہو جائیں۔

تاریخ کی مجرمانہ خاموشی :۔

ہم اب نہایت افسوس سے تاریخ کا یہ سقم اور خلا ذکر کرتے ہیں کہ فتح بصرہ کے بعد ۵۰ لاکھ درھم کا شاہی خزانہ ۱۰ ہزار سبائی لشکر نے فی کس پورا ۵۰۰/۵۰۰ درہم بانٹ لیا مسلم کشی کی اجرت مل گئی۔ ایک لڑکی نے اپنے والد سے پوچھا آپ انعام کیوں نہیں لائے اس نے کہا وہ ثابت قدموں کو ملا میں تو بھاگ آیا ہوں۔ جبکہ یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ ۱۰ ہزار ہی لڑنے گئے ۱۰ ہزار ہی واپس آئے کیا ایک بھی نہیں مرا؟ مگر جو ۱۰/۱۲ ہزار بصری شہید ہوئے اتنی عورتیں بیوہ ہوئیں ہزاروں بچے یتیم ہوئے کنواروں کے غریب والدین مصیبت میں گرفتار ہوئے لیڈر تو ان کے واصل حق ہو گئے تھے جن کے بارے حضورؐ کا ارشاد تھا "احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید (طلحہ و زبیرؓ) ہیں (بخاری و مسلم) کیا اسلامی حکومت نے ایسے یتامی اور زخمیوں کو بھی کچھ دیا تاریخ خاموش ہے۔

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکومت یہ تحقیقات کرتی کہ اعلان صلح کے بعد

جنگ کیوں ہو گئی کس نے کی تحقیقاتی کمیشن قائم ہوتا وہ باقاعدہ رپورٹ مرتب کر کے مجرموں کو سنگین سزائیں دیتا۔ انصاف کون کرے کس سے کرائے حضرت علیؓ کے قتل کا مشورہ دینے والا اشتر نخعی ہی امیر اور کمانڈر تھا مصری غنڈے جرنیل تھے سوئے ہوئے بصریوں عراقیوں کو خوب کاٹا ان پر یہ شعر کہا گیا ہے۔

اینچنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

عباسی دور میں اموی دشمنی نشہ کے تحت ابو مسلم خراسانی سفاح کے مداح تاریخ مرتب کرنے والے قلمکار اس خلاء کو بھی اپنی نکتہ آفرینیوں سے کچھ پر کرتے تو اصحاب رسول کی کردار کشی کرنے والی تاریخ کچھ تو ہمارا غم دور کرتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جنگ صفین کے اسباب و نتائج :۔

چونکہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی حضرت امیر معاویہ۔ جن کے پاس آپ کے صاحبزادے پناہ گزین تھے نے یہ شرط لگا دی تھی "کہ پہلے عثمان کا بلوائیوں سے بدلہ لو پھر ہم سے بیعت لو" اس لئے شام پر چڑھائی کی تیاریاں تو جنگ جمل سے پہلے ہو رہی تھیں مگر یہ حادثہ پیش آ گیا۔ اب بلوائیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے خود فرمائیں یا تو اشتر نخعی کوفہ سے ناکام گیا پھر حضرت حسنؓ نے اپنے ایمانی زور اور رشتہ نبوت کی وجہ سے صرف ساڑھے نو ہزار کا لشکر فراہم کیا اب ایک دو ماہ کے اندر تقریباً نوے ہزار کا لشکر فراہم ہو گیا مفتی جعفر حسین لکھتا ہے" چنانچہ کوفہ اور اطراف و جوانب کے لوگ وہاں پر جوق در جوق آنے شروع ہو گئے اور بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد اسی ہزار سے تجاوز کر گئی" نہج البلاغہ ص ۳۵۶۔ یہ لشکر شام کے شہر حلب کے مشرقی کنارے دریائے فرات کے پاس میدان میں خیمہ زن ہوا تاکہ بیعت نہ کرنے اور معزولی امارت کا حکم نہ ماننے اور قصاص کا مطالبہ کرنے والے امیر شام کو اطاعت کا سبق سکھایا جائے۔ طبری کا بیان ہے کہ عدی بن حاتم یزید بن قیس ارحبی شبث بن ربعی زیاد بن حفصہ معاویہ کے پاس گئے آپ کے فضائل بیان کئے اور جماعت سے ملنے کی دعوت دی پھر دھمکی دی۔

یا معاویه لا یصبك الله واصحابك بیوم مثل یوم الجمل
فقال معاویه كانك انما جئت متهددا لم تات مصلحاالخ

اے معاویہ خدا تجھے وہی عذاب نہ دے جو جمل والوں کو ملا معاویہ نے کہا تم تو دھمکی دینے آئے ہو صلح کرانے نہیں تم ہی تو عثمان پر حملہ آور تھے۔

کاش کہ یہ سفارتی دعوت خود بلوائی نہ دیتے۔ حضرت ابن عباس ابو ایوب انصاری جیسے معتدل اکابر صحابہؓ دیتے تو معاویہؓ کو رام کر لیتے اب حضرت معاویہ کو خدا کی تعریف کے بعد جواب میں کہنا پڑا۔ تم اطاعت و جماعت کی دعوت دینے آئے ہو۔ جماعت تو ہمارے پاس بھی ہے۔ رہی تمہارے ساتھی کی اطاعت تو ہم نہیں کرتے کیونکہ اس نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا (غلط فہمی ہے حضرت علیؓ نے نہج البلاغہ میں تردید کی ہے ونحن منہ برآء) ہماری جماعت (مسلمین) کو متفرق کیا ہم پر حملہ آوروں اور عثمان کے قاتلوں کو پناہ دی اگر اس کا خیال ہے کہ وہ قاتل نہیں تو ہم آپ کو قاتل نہیں کہتے مگر یہ تو بتاؤ قاتلان عثمان تم جیسے لوگ ہیں تم ان کو جانتے ہو کہ وہی تمہارے ساتھی کے لشکری ہیں وہ قاتل ہمارے حوالے کر دے کہ ان کو ہم بدلہ میں قتل کریں پھر ہم تمہاری اطاعت کر کے جماعت میں مل جائیں شبن کہنے لگا اے معاویہ کیا تجھے پسند ہے تو موقع پائے تو عمار کو بھی بدلہ میں قتل کرے۔ (الخ طبری ج ۴ ص ۲۔۳)

بلوائیوں نے عمار کو قاتل عثمان کہا :۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ صحابہ اور مسلمانوں کے دشمن، حضرت عمارؓ بن یاسر کو بھی قاتل عثمان اور مجرم بتا کر اپنا الوسیدھا کرتے ہیں ورنہ عمار قتل عثمان سے بری ہیں۔ ان کے قاتل یہی سبائی ہیں کوئی اور نہیں۔ مطالبہ قصاص میں بلوائیوں کی صاف موت تھی اس لئے حضرت علیؓ اور آپ کا لشکر اسے ہر گز نہ مان سکتا تھا۔ معاویہؓ اپنے موقف سے اس لئے نہ ہٹ سکتے تھے کہ قتل عثمان۔ سے چند ماہ پہلے بلوائیوں نے آپ کو دھمکی دی تھی "تم نے اپنے صوبہ شام میں ہمیں اپنا مشن (بغاوت عثمان) نہ چلانے دیا

ہماری حکومت آنے والی ہے ہم تم سے نمٹیں گے (طبری حالات ۳۵ھ)

حضرت معاویہ پر آیت بغاوت پڑھنے والے حضرات ان سبائیوں پر بھی پڑھ دیا کریں کیونکہ پہل انہوں نے کی اب خدا کا قانون وہ نہیں چلنے دیتے۔

فان بغت احدهما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر الله الخ (پ ۲۶ حجرات ع ۱)

اگر ایک گروہ دوسرے پر چڑھائی کرے۔ تو چڑھائی کرنے والے سے لڑو جب تک وہ اللہ کے قانون کی طرف لوٹ نہ آئے۔ اگر لوٹ آئے تو انصاف سے صلح کرو واللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔

حضرت معاویہؓ پر آیت اس لئے فٹ نہیں کہ وہ کسی پر چڑھائی کرنے نہیں گئے اپنے گھر میں تحفظ کر کے بیٹھے ہیں اطاعت امیر پہلے ان سے تو کرالو جو عثمان کو قتل کر کے دندناتے پھرتے ہیں اور اب شام پر چڑھائی کر دی ہے۔

حضرت معاویہ کو ان کی یہ دھمکی بھولی نہ تھی اب حضرت علیؓ کے ہاتھ میں بیعت تو بعد میں ہوتی مگر بلوائی معاویہؓ کا سر اپنے ہی گھر میں پہلے قلم کر دیتے حضرت طلحہ زبیر اور ۱۲ ہزار بصریوں کا حشر آپ کے سامنے تھا۔ بلوائیوں کے آگے سر جھکانے کی معاویہؓ نے غلطی نہیں کی۔ بس! یہی وہ جرم ہے کہ بلوائی نما یا بلوائی نواز مورخ آپ کو باغی لکھتا آرہا ہے اور اسے ہمارے بعض مورخین و مؤلفین اپنی کتابوں میں درج کرتے آرہے ہیں۔

کیا بیعت امیر شام سے امن ہو جاتا ؟ :۔

ذرا غور فرمائیے کہ اگر معزول ہو کر حضرت امیر معاویہؓ آپ کی بیعت کر کے مسلمانوں سے مل بھی جاتے تو کیا بلوائی خوش ہو جاتے ؟ اور قاتل حضرت علیؓ کے حوالے کر دیتے اور آپ بدلہ لے کر مسلمانوں کو ایک امت بنا لیتے ؟

یا خود آپ کے لشکر میں پھوٹ پڑ جاتی جیسے تحکیم کے وقت پڑی ؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ بیعت ہو یا انکار ان بلوائیوں کا مقصد صرف مسلمانوں کو باہم لڑانا تھا۔ ؟

تاریخ بتاتی ہے کہ عراق سے جو سفیر بھی شام میں صلح کے لئے بھیجا گیا وہ

معقول طریقہ سے بات نہ کرتا بس صرف برا بھلا کہتا تلوار دکھاتا معاویہ بھی اسے تلوار دکھا کر باعزت وامن واپس کر دیتے اور کوئی صحابی بزرگ معقول بات کرتے تو معاویہ یہی کہتے "کہ میں بیعت کرتا ہوں آپ ان سے بدلہ دلوائیں" چنانچہ حضرت ابو الدرداء۔ ابو امامہ باھلی۔ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنھم جب بھی پیغام لے کر آئے تو ۱۰ ہزار ر ۲۰ ہزار آپ کے لشکری۔ یہ نعرے لگا کر کھڑے ہو جاتے ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے" اس لئے یہ صحابہ کسی کے ساتھ شریک نہ ہوئے (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۴) طبری ابن اثیر ابن خلدون سیر الصحابہ وغیرھا پر اشتر نخعی کا حضرت جریر بجلی کو بار بار ڈانٹنا بے عزتی کرنا حتی کہ حضرت علیؓ کے اس محسن گورنر کا آپ سے الگ ہو جانا لکھا ہے۔

ان متضاد نظریات اور بلوائیوں کی سازش سے صلح صفائی نہ ہو سکنے کی وجہ سے جنگ ناگزیر ہو گئی۔ ۵ ماہ تک مسلمان ایک دوسرے کے خون کا بہت احترام کرتے معمولی جھڑپیں ہوتیں خاص بہادر مبارزت کے جوہر دکھاتے جنازے اکٹھے پڑھتے ایک دوسرے کے دستر خوان پر کھانا کھاتے ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے پھر محرم ۳۷ھ میں جنگ بند کر دی پھر صفر میں آغاز ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا سب لشکر جمع کر کے جہاد پر خوب تقریر فرمائی اور اس لیلۃ الھریر میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔ شامی بصریوں کی طرح بے فکر سوئے ہوئے نہ تھے حملہ کے منتظر اور جواب پر تیار تھے۔ ہائے افسوس کشتوں کے پشتے لگ گئے جگہ جگہ خون کے سیلاب لاشوں کو بہالے جا رہے تھے منیٰ میں قربانیوں کا سا منظر تھا تقریباً ستر ہزار نفوس کام آئے **اناللہ و انا الیہ راجعون**

بقول مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ "صحابہ کو نظر لگ گئی" اگرچہ فریقین میں ان کی تعداد بہت کم تھی۔ علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۲ پر لکھتے ہیں امام احمد بن حنبل امام محمد بن سیرین سے ناقل ہیں کہ (خلافت علوی میں) فتنے اٹھے اور آنحضرت ﷺ کے دسیوں ہزار صحابہ زندہ تھے مگر ان جنگوں میں ایک سو بھی شریک نہ ہوا بلکہ تیس تک بھی ان کی تعداد نہیں پہنچتی۔

بروایت ابن بطہ از بکیر بن الاشج کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بدری صحابہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد گھروں سے چمٹ بیٹھے پھر (چند کے سوا) قبروں کی طرف ہی نکلے البدایہ ج ۷ ص ۲۵۴۔ تاریخ بتاتی ہے کہ شامی لشکر ۴۰ ہزار تھا مرکزی عراقی ۹۰ ہزار تھا دونوں آدھے آدھے کٹ گئے کسی کی فتح واضح نہ ہو سکی بروایت بیہقی البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۷۵ پر ہے کہ شامی ۶۰ ہزار تھے عراقی ایک لاکھ ۲۰ ہزار تھے۔ عراقی ۴۰ ہزار اور شامی ۲۰ ہزار شہید ہوئے۔

حضورؐ اور صحابہ کے تاثرات :۔

اس جنگ میں اتنے عظیم نقصان کو صحابہؓ اپنے دین کے خلاف جاننے لگے بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ حضرت علیؓ کے گورنر سھل بن حنیف نے واپس آکر کہا۔ اتھموا الرای اے لوگو دین میں اپنی رائے پر تہمت لگاؤ (یعنی اس مسلم کشی کو کار ثواب نہ جانو) میں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ابو جندل کو (بیڑیوں) میں دیکھا اگر قادر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کو واپس کرتا۔ اللہ کی قسم جب سے ہم مسلمان ہوئے جس کام کے لئے بھی اپنی گردنوں پر تلواریں اٹھائیں اسے آسان کر دیا سوائے اس جنگ کے کہ ایک جانب سے ہم سوراخ بند کرتے ہیں تو دوسری سمت کھل جاتا ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کا کیا علاج کریں؟ (بخاری ج ۲ ص ۶۰۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جنگ نہروان میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی **یقاتلھم اولھم بالحق.** کہ ان خارجیوں (علیؓ کی جماعت سے نکل کر خود آپ پر حملہ آور عثمان کے قاتلوں مصری عراقی بلوائیوں) سے جنگ وہ لڑے گا جو حق کے زیادہ قریب ہو گا (بخاری) مگر جمل و صفین لڑنے کی کسی حدیث مرفوع میں تعریف نہیں ہے۔ تمام محدثین نے ان کو کتاب الفتن میں درج کر کے۔ محمد بن مسلمہ جیسے جنگ سے بچنے والوں کی خوب تعریف روایت کی ہے اور فرمایا کہ مسلمانوں کے دو بڑے لشکر آپس میں لڑیں گے دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا (اتباع امام اور اجراء قانون الٰہی) اس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر ہوگا

(یعنی قتل مسلمان سے بچنا ہی سب سے بڑی نیکی ہے) اسی لئے اپنے ریحانہ حسن المجتبیٰؓ کو سردار کہا کہ اللہ اس کے ذریعے دو بڑے لشکروں میں صلح کرائے گا (بخاری و مسلم)(ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۳ کتاب الفتن)

حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بھی حسن کے ساتھ گود میں بٹھا کر اسی لئے فرمایا تھا اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے اور ان کی محبت (واتباع) کرنے والوں سے محبت کر (صحیحین) جبکہ اسامہ نے کہا تھا۔ اگر آپ مجھے چیتے کے منہ میں دیدیں منظور ہے مگر مسلمان کے خلاف تلوار نہیں اٹھاؤں گا"

حضرت علیؓ کے لئے مزید مشکلات :۔

قاضی نور اللہ شوستری نے۔ جس کو ہمایوں دور میں ہندوستان میں رفض پھیلانے کے لئے صفوی حکمرانوں نے ایران سے بھیجا تھا۔ مجالس المومنین میں لکھا ہے۔

گر علی در صفین فتح نیافت پیغمبر ہم در حنین فتح نیافت

اگر علیؓ نے صفین میں فتح نہ پائی تو حنین میں پیغمبر علیہ السلام نے بھی فتح نہ پائی (معاذ اللہ)

رفض نما مورخ لکھتے ہیں کہ شامی شکست کے قریب تھے مگر انہوں نے نیزوں پر قرآن اٹھا کر جنگ بند کرادی اور عراقیوں میں پھوٹ پڑ گئی حقیقت یہ ہے کہ شکست قریب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ قتل عام روکنے کے لئے ٹیلے پر چڑھ کر معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے کہا کون کس پر حکومت کرے گا عمرو! جنگ بند کراؤں کی تدبیر سے جنگ بند ہو گئی حضرت علیؓ نے عراقیوں کو ہزار سمجھایا کہ یہ جنگی چال ہے تم فتح پانے تک لڑتے رہو۔

مگر آپ کا فرمانبردار لشکر تو تقریباً ۵۰ ہزار شہید ہو چکا تھا۔ اب نیکوں کو جنگ کی آگ میں مسلیوں کی طرح آگے پھینکنے والے سبائی لیڈروں کو اپنی موت صاف نظر آرہی تھی۔ "ایسے ۲۰ ہزار مومن بولے اے علی ہمیں جنگ پر آمادہ نہ کر...... ہم آپ کا وہی حشر کریں ے جو عثمان کا کیا تھا آپ فوراً جنگ ختم کریں...... اگر مالک (اشترنخعی) نے آنے میں تاخیر کی تو پھر اپنی جان سے ہاتھ دھولیں (ترجمہ نہج البلاغہ از جعفر حسین

(طبری) ج ۴ ص ۳۴۴ پر ہے اور نفعل کما فعلنا بابن عفان یا ہم تجھے اسی طرح قتل کریں گے جیسے عثمان بن عفان کو کیا (معاذ اللہ)

اب پورے ۱۴ ماہ بعد حضرت علیؓ کو اپنے دوست نما دشمنوں (عثمان کے قاتل باغیوں) کا حال معلوم ہوا تو بار بار یوں بددعائیں دیں تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو...... کاش تمہیں (نہ دیکھا ہوتا) چھوڑ کر کہیں چلا جاتا جب تک شمالی جنوبی ہوائیں چلتی رہتیں تمہیں کبھی طلب نہ کرتا (نہج البلاغہ خطبہ ۱۱۷)

ذرا غور فرمائیں یہ جنگ سے منہ موڑ کر عثمان کی طرح آپ کے قتل پر آمادہ وہی ۲۰ ہزار تو نہیں جو بار بار کہتے تھے ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے۔ کیا ان کا ایک بھی نہ مرا؟ کیسے خناس ہیں سوئے ہوئے ۱۲ ہزار بصریوں کو کاٹا اب لاکھ بھر لشکر بڑے طمطراق سے لائے۔ ۵۰ ہزار نیک تابعداران علی ایک ہی جنگ میں شامیوں کے آگے سلا دیئے۔ خدا ہی جنگ کے پانسے بدلتا ہے۔ اب علیؓ کی جان کے درپے ہیں معاذ اللہ۔

اب نہج البلاغہ عام تاریخ اور کتب سبائیہ یہی رونا روتی ہیں کہ آپ نے جو قدم بھی اٹھایا الٹا پڑا بڑا نقصان ہوا سب مقبوضہ علاقے آپ کے ہاتھ سے نکلتے چلے گئے۔ ان بلوائیوں کی نکتہ چینی اور چغلخوری سے قیس بن سعد بن عبادہؓ جیسے بہترین مدبر (اللہ کی اس پر ہزار ہزار ہزار رحمتیں ہوں) کو ہٹانے سے مصر گیا پھر حجاز و یمن بھی گئے۔ آپ کے بہترین مدبر و جرنیل دست بازو چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ کی گورنری سے علیحدہ ہو گئے ایک صاع ۳ کلو گندم بیت المال سے مانگنے کا الزام لگا کر آپ کے بڑے بھائی حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کو معاویہ کے پاس بھجدیا گیا (فوا اسفا) (کیونکہ یہ مومن دربار مرتضوی میں کسی کو نہیں ٹکنے دیتے) چونکہ ان کے اصرار پر آپ نے تحکیم قبول کی کہ حکمین مجھے اور معاویہ کو حکومت پر برقرار رکھیں یا معزول کریں سب منظور ہے تو ۱۰ ہزار جنگجو سپاہی آپ سے الگ ہو گئے اور خارجی کہلائے کہ آپ تو (ہمارے عقیدہ میں) منصوص من اللہ امام ہیں۔ جواب بھی فرقہ خاصہ کا عقیدہ ہے۔ آپ کو خدا نے حکومت دی ہے حکمین آپ کو معزول نہیں کر سکتے"۔

ان الحکم الا اللہ (حکومت صرف خدا کے دینے سے ملتی ہے) کا یہی مطلب ہے جو ابن سبا نے آپ کے اس لشکر کو سکھایا تھا۔ آپ نے ان سے کامیاب جنگ نہروان میں لڑی۔ جس کی حضور علیہ السلام سے تعریف ہم نقل کر چکے ہیں۔

مفتی جعفر بھی صفین میں فتح نہ پانے پر حضرت علیؓ کے لشکر کے ایمان و کردار پر یوں حملہ کرتے ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ جنگ کی طولانی مدت سے اکتا کر جی چھوڑ بیٹھے تھے۔ اب ان کو جنگ۔ رکوانے کا حیلہ مل گیا۔

۲۔ کچھ لوگ حضرت کے اقتدار سے متاثر ہو کر ساتھ ہو گئے مگر دل سے ان کے ہمنوانہ تھے آپ کی فتح و کامرانی نہ چاہتے تھے۔

۳۔ کچھ وہ تھے کہ ان کی توقعات معاویہ سے وابستہ تھیں۔

۴۔ کچھ پہلے سے اس سے سازباز کئے ہوئے تھے ترجمہ نہج البلاغہ ص ۵۸۴ (۳۔۴ بالکل جھوٹ ہے ورنہ وہ معاویہ سے پہلے مل جاتے کیا یہی قاتل عمار تو نہیں)

یہ ہے وہ سبائی باغی ٹولہ جو عثمان کا قاتل طلحہ و زبیر کا قاتل۔ اب علی کو بھی قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت عمار کا قاتل اور باغی کیوں نہیں ہو سکتا؟

یہ مفاد پرست رافضی ٹولہ اپنے نام نہاد مومن حبداروں کی مٹی خود پلید کریں تو اچھا کام ہو ہم ان دشمنان صحابہ کو برا ثابت کریں تو کیوں غلط ہو۔

بلوائی ہی قاتل عمار ہیں:۔

اب ایک نظر میں ان کے کرتوت ملاحظہ فرمائیں۔ جنگ جمل سے پہلے خفیہ میٹنگ میں اشتر نخعی کا حضرت طلحہ و علیؓ کو قتل کرنے کا مشورہ دینا۔ صلح کے بعد دھوکہ سے جنگ بھڑکانا صفین میں باہمی مصالحت اور مذاکرات بالکل نہ ہونے دینا امیر شام کے مطالبہ پر بار بار یہ اعلان کرنا کہ ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے پھر علیؓ کو دھمکی دینا کہ صفین کی جنگ بند کر دو ورنہ ہم تجھے بھی قتل کر کے عثمان سے ملا دیں گے (مناقب شہر بن آشوب ج ۳ ص ۲۸۲) پھر خارجی بن کر آپ سے لڑنا

حتی کہ ایک بدبخت عبد الرحمٰن بن ملجم کا آپ کو مسجد میں شہید کرنا۔ طبری کی ایک روایت کے مطابق۔ جب آپ نے خود تفتیش کرنا چاہی اور قاتلین عثمان ان سے مانگے۔ تو ان کا فوراً آپ کو قتل کی دھمکی دینا وغیرہ ایسے لاتعداد واقعات ہیں جو ان قاتلان عثمان ہی کو فئہ باغیہ حضرت علیؓ کا بھی قاتل اور مسلمانوں کا دشمن بتاتے ہیں۔ تو یہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ارشاد نبوی کے مطابق قاتل قرار پائیں تو عقلی نقلی نفسیاتی کونسی دلیل ان کو قتل عمارؓ سے بچاتی ہے؟ ذرا سنجیدہ ہو کر غور فرمائیے۔

ہمارے ہاں قوی قرینہ یہ ہے کہ صفین کی ہولناک جنگ طول پکڑ گئی مفتی جعفر مترجم نہج البلاغہ ص ۵۸۴ اردو کے بیان کے مطابق کچھ لوگ اب جی چھوڑ بیٹھے تھے انہوں نے ہی جنگ روکنے اور اپنی حقانیت اور فتح کا اعلان کرنے کے لئے حضرت عمارؓ کو شہید کر کے غوغا مچا دیا ہو گا کہ معاویہ کا لشکر باغی ہے اور ہم برحق ہیں کیونکہ فئہ باغیہ کی حدیث مشہور ہے۔

حضرت مولانا صفدر مدظلہ کی تحقیق:۔

ہمارے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کا اس حدیث بخاری کے مصداق میں خاص ریمارکس یہ ہے۔

۱۔ عبد اللہ بن سبا یہودی یمنی اور اس کی سبائی پارٹی کی یہ کارستانی ہے جس نے بڑھ چڑھ کر اسلام کو نقصان پہنچایا۔

۲۔ اس نے حضرت عمرؓ کے دور میں سر اٹھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی (ہاں حضرت عمرؓ کو شہید کرا کر فتن سے حفاظت کی دیوار گرا دی)

۳۔ شرح مسلم نووی ج ۲ ص ۲۷۲ البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۳۹ میں صراحت ہے کہ قتل عثمان میں کوئی صحابی شریک نہ تھا۔

۴۔ اس زمانہ کی لڑائیوں میں جانچ پڑتال سے دفتروں رجسٹروں میں باضابطہ فوجیوں کے نام درج نہ ہوتے تھے نہ فوجی ٹریننگ ہوتی تھی جو چاہتا اپنے جوش و جذبہ سے کسی فریق میں شامل ہو جاتا تھا یہ منافق اسی طرز سے

حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو کر مسلم کشی کرتے تھے۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ اگرچہ بہت دور اندیش زیرک و محتاط جرنیل تھے مگر صفین کی طویل لڑائی کی ۷۰ جھڑپوں میں بہت ممکن ہے کہ یہ منافق امیر معاویہؓ کے لشکر میں داخل ہو گئے ہوں اور موقعہ پا کر انہی فسادی لوگوں نے جو الفئۃ الباغیۃ اور یدعون الی النار تھے حضرت عمارؓ کو شہید کر دیا تھا آپ کے قاتلین میں کوئی بھی صحابی اور داعی الی الجنۃ کا مصداق شامل نہ تھا اور نہ وہ حضرت معاویہ کے حکم اور رضا سے قتل ہوئے۔ کیونکہ بروایت عثمان اور ام سلمہؓ حضور علیہ السلام نے عمارؓ کے قاتل کو دوزخی بتایا ہے (کنز العمال ج ۱۱ ص ۷۲۵) حضرت عمرو بن العاص سے بھی مشہور روایت یہی ہے قاتل عمار و سالبہ فی النار (عمار کا قاتل اور سامان لینے والا دوزخی ہے) مستدرک ج ۳ ص ۳۸۷) تو اس حدیث کے راوی خود عمروؓ ہیں وہ اور حضرت معاویہؓ بمع دیگر اصحاب رسول کیسے قاتل اور دوزخی بن سکتے ہیں؟

ملخص بتغییر یسیر از رسالہ بخاری شریف کی چند ضروری مباحث ص ۷، ۸

تحقیقی اور اصلی جواب یہی ہے۔ بالفرض قرآن کی طرح تاریخ پر ہی ایمان رکھنے والے کسی بھائی کا اصرار ہو کہ لشکر معاویہؓ ہی آپ کا قاتل تھا تو قتل بالسبب کا درجہ دے کر اپنا اطمینان کریں جیسے جھوٹے گواہ یا راشی قاضی کسی کو سولی پر لٹکوا دیتے ہیں اگرچہ قتل بالسبب میں بھی لشکر معاویہ کے اصحاب رسول یہ جرم نہیں کر سکتے یہ صرف جاہلوں سبائیوں کا کام ہے۔ جنہوں نے قاتل جتلا کر شہید کروا دیا تو اصل قاتل لانے والے ہی ہوئے کیونکہ حدیث میں جس چیز کی نفی صحابہ سے ہے اسی کا ثبوت فئہ باغیہ کے لئے ہے۔ بالفرض حضرت عمارؓ پتھروں کے بوجھ سے گرتے اور دب کر فوت ہو جاتے تو پتھروں کی طرف نسبت مجازی ہوتی اور حقیقی نسبت پتھر [illegible] نے والوں کی طرف ہوتی تو اب چونکہ فئہ باغیہ ہی آپ کو قاتل بتلا کر جنگ میں لایا تو وہی قاتل ٹھہرے یہی حضرت معاویہؓ نے کہا کہ عمار کے قاتل آپ کو لانے والے ہی ہیں ہم نہیں (طبری ج ۴ ص ۲۹) اگرچہ اس کا برجستہ جواب حضرت شیر خدا نے یہ دیا "کہ پھر حمزہؓ کے قاتل مسلمان ٹھہرے" مگر یہ برمحل اور مطابقی نہیں کیونکہ احد میں ۷۰۰

خالص مسلمان ہی رہ گئے تھے۔ ابن ابی رئیس المنافقین اپنے ۳۰۰ ساتھیوں کو واپس لے گیا۔ مسلمان ہرگز حضرت حمزہؓ کو شہید نہ کر سکتے تھے۔ جبکہ صفین میں آپ کے لشکر میں منافقوں بلوائیوں کا وجود متفق علیہ ہے تو ان کے سوا براہ راست یا بواسطہ کسی اور کا یہ جرم نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمارؓ کو قاتل عثمان بتانے والا شبث بن ربعی ہے طبری ج ۴ ص ۱۳ اس متلون مزاج قاتل عثمان و عمار کا حال ابن حجر سے سنئے۔

"شبث بن ربعی تمیمی کوفی مخضرم ہے (یعنی عہد جاہلیت میں پیدا ہوا مگر اسلام آپ کی وفات کے بعد لایا) سجاح (جھوٹی نبوت کی دعویدار عورت) کا موذن تھا۔ پھر مسلمان ہوا ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت عثمان کے قتل میں امداد دی پھر علی کے ساتھ ہو گیا (جواب سفیر علیؓ بن کر حضرت عمارؓ کو بھی قاتل عثمان بتانے آیا ہے) پھر خارجی بن گیا پھر تائب ہوا تو امام حسینؓ کو بلا کر آپ کے قتل میں شریک ہوا پھر مختار ثقفی کے ساتھ ہو کر قصاص حسین کی جنگ لڑی پھر کوفہ میں پولیس افسر تھا اور مختار کے قتل میں شریک ہوا ۸۰ھ میں کوفہ ہی میں مرا تقریب التہذیب ج ۱ ص ۴۱۱ افسوس کہ حضرت علی اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے ہی زبان دراز بہادر مگر مفسد و منافق ملتے رہے جو اہلبیت سمیت مسلم کشی کرتے کراتے رہے (معاذ اللہ)

تدعوهم الى الجنة و يدعونك الى النار کی تشریح :۔

حضرت عمارؓ ہرگز قاتل عثمان اور بلوائیوں کے معاون نہیں ہیں۔

شہادت کے سال ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ نے خفیہ سبائی تحریک کی پڑتال کے لئے جو اپنے خاص معتمد احباب مختلف صوبوں میں بھیجے تو حضرت عمارؓ کو مصر میں بھیجا جو عبد اللہ بن سبا یہودی کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر تھا باقی تو صحیح رپوٹ لے کر واپس آ گئے مگر عمار کو سبائیوں نے روک لیا۔ حضرت عثمان نے مصری گورنر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح سے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ تو گورنر نے لکھا کہ عمار کو مصریوں نے جھکا دبا لیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے جن میں عبد اللہ بن سبا خالد بن ملجم (قاتل علی عبد الرحمٰن بن ملجم کا بھائی) سودان بن حمران کنانہ بن بشر (تاریخ کے اتفاق سے عثمان کے قاتل تھے۔ اور کنانہ بن بشر بڑا بہادر

مرتضوی جرنیل تھا مصر کی جنگ میں کافی شامیوں کو قتل کیا بلآخر معاویہ بن خدیج نے آکر پانسہ پلٹایا یہیں محمد بن ابی بکرؓ شہید ہوئے) ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ عمار بھی ان کی بات مان لے ان کا خیال ہے کہ حضرت محمد دنیا میں پھر آئیں گے اور وہ اسے (عمار کو) عثمان سے بیزاری کی دعوت دیتے ہیں اور یہ بھی بتلاتے ہیں (بالکل جھوٹ) کہ اہل مدینہ کی رائے بھی یہی ہے (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۷ ص ۴۳۳ قصہ ابن سبا)

گورنر نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا ان بد عقیدہ سبائیوں کو قتل کروں؟ فرمایا ہرگز نہیں خدا ان سے خود بدلہ لے گا (ایضاً)

بس یہ مسلم نما کافر حضرت عثمانؓ یا علیؓ کی اسی نرمی اور حیاء و شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کرامت کے سر پر سوار ہو گئے اور خوب خونریزیاں کرائیں اب پتہ چلا کہ ان سبائیوں نے حضرت عمارؓ کی بزرگی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آپ کو روک لیا اور عثمان سے بغاوت اور قتل کی دعوت دی یعنی ان کو دوزخ کی طرف بلایا مگر عمار اگرچہ ان نافقوں کی چرب زبانی سے وقتی طور پر متاثر ہوئے جسے خدا فرماتا ہے۔

"کچھ لوگوں کی بات آپ کو پسند آتی ہے اور وہ دل کی سچائی پر خدا کو گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ بدترین فسادی ہیں" پ ۲ ع ۹ یہ ایمان کے منافی نہیں لیکن آپ ان کے خبیث فعل اور عقائد میں ہرگز شریک نہ ہوئے بلکہ منع فرمایا اور قتل عثمان کے بعد ان کی مذمت کر کے ان کو جنت کی دعوت دی" حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت عثمان کے مخالفوں سے کہتے تھے کہ ہم نے ابن عفان کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی اور ان سے راضی تھے تم لوگوں نے ان کو شہید کیوں کیا۔ (تاریخ اسلام ندوی ج ۲ ص ۲۴۳)

عقیدہ اہل سنت اور حضرت علیؓ کے ذکر خیر پر اختتام :۔

اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ چوتھے خلیفہ برحق اور امیر المومنین ہیں اہل مدینہ کے اکثر صحابہ اور تابعین نے بیعت کی جیسے تمام صحابہ نے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی۔ آپ نے اپنی حقانیت کی یہی دلیل امیر شام کو بھی سنائی (نہج البلاغہ) آپ کے فضائل میں لاتعداد

احادیث و آثار ہیں۔ مثلاً (۱) آپ کا رشتہ حضور علیہ السلام سے ایسا تھا جیسے بغیر نبوت ہارون کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا (۲) خیبر کے فاتح کے متعلق فرمایا۔ وہ خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے۔ خدا اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں (۳) آپ کو اپنے اہل بیت اور دامادی کا شرف بخشا (۴) نیز فرمایا اگر اسے خلیفہ بناؤ گے تو وہ تمہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔ (۵) فرمایا جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں اسے اللہ جو علی سے محبت (شرعی) رکھے تو بھی اس سے محبت کر اور جو علی سے دشمن رکھے تو اس سے دشمنی رکھ (ترمذی) (۶) مرض وفات میں فرمایا اے اللہ مجھے موت نہ آئے جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔

اس لئے کوئی بھی مسلمان نہ علیؓ کا دشمن ہے نہ خلافت کا منکر ہے۔ آپ کے دور میں نہ کسی نے دعویٰ خلافت کیا نہ آپ کا منکر تھا۔ مجلسی جیسا متعصب بھی لکھتا ہے۔ "کہ آپ کے فضائل کا معاویہؓ بھی منکر نہ تھا" وہ صرف یہ چاہتا تھا۔ کہ علی اسے شام پر امیر برقرار رکھیں اور وہ آپ کی بیعت کر لے (شامیوں سے بھی کروالے) (حق الیقین)

اگر آپ کہیں کہ متواتر تاریخ کی آپ نے یہ دل خراش داستان کیا سنادی۔ تو گذارش ہے۔ کہ یہی آپ کے فرمان یملکو نا ولا نملکھم (نہج البلاغہ طبری ج ۳ ص ۴۵۸) کہ ہمارے مالک قاتلان عثمان سبائی ہیں ہم ان کے مالک نہیں۔ یعنی وہ اپنی پالیسی ہم سے منواتے ہیں ہم ان سے اپنی نہیں منوا سکتے۔ کی واقعاتی تشریح ہے۔ جو نہج البلاغہ کے شارحین سبائیہ ہرگز نہیں کر سکتے ہم مسلمان تو ادب سے خاموش ہیں۔ تو وہ پس پردہ تقیہ میں بیٹھ کر اکثر صحابہ و تابعین کو باغی باور کراتے آرہے ہیں۔ ساتویں صدی میں تاتاریوں سے بغداد تباہ کرایا مصر پر چھا کر شرکیہ بدعات میں مسلمانوں کو الجھا دیا تو علم کلام اور فقہی احکام بھی متاثر ہوئے ورنہ اس سے پہلے کسی پر کوئی یہ فتویٰ نہ لگاتا تھا۔ راقم کی عدالت حضرات صحابہ کرامؓ میں سینکڑوں دلائل پڑھئے کہ سب صحابہ عادل ہیں کوئی فاسق نہیں سب رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعدلھم جنات کا مصداق ہیں ذکر خیر کے بغیر کسی کا تذکرہ عیب و مذمت سے نہ کیا جائے امام بخاریؒ نے فرمایا جو شخص بھی حضرت معاویہ اور عمرو بن العاص (اکابر صحابہ حضرت علیؓ طلحہ زبیر

عائشہ اور مغیرہ بن شعبہؓ کا تو درجہ بہت بڑا ہے) پر طعن کرے وہ بد باطن اور رافضی ہے
البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹ ان سبائیوں کا حضرت علیؓ کو تحکیم پر مجبور کرنا اور ابن عباس کو
حکم نہ بنانے دینا کہ وہ تو علی کا بھائی ہے دونوں ایک ہیں آپ کو معلوم ہے تو پھر طلحہ و
زبیر سے مقابلہ کے لئے مدینہ سے نکالنا پھر شام پر چڑھائی کرانا اور ۸ ماہ میں ۱۲+۷۰
ہزار مسلمانوں کا کٹ جانا بھی انہی کا کارنامہ مانئے علیؓ کو مجبور اور بے قصور مانئے مدینہ
میں ان کے غلط پروپیگنڈہ اور آپ پر تسلط کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگائیے۔ کہ
حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اہل مدینہ کا ساتھ دیا۔ بصرہ میں آپ کے ساتھ نہ چلے جان
کے خوف سے عمرہ کرنے مکہ جانا چاہا آپ نے ضامن مانگا ابن عمر ضمانت کے لئے
سوتیلی والدہ حضرت ام کلثوم بنت علی کے پاس رات آٹھہرے بلوائیوں نے مشہور کر
دیا کہ وہ لشکر لینے شام جارہے ہیں آپ نے سچ جان کر ہر طرف کارندے بھیج دیئے
ام کلثوم کو جب والد کا یہ غصہ معلوم ہوا تو وفد لے کر سفارش کرنے آئیں کہ اباجی اس
پر غصہ نہ نکالو آپ کو غلط خبر دی گئی وہ میرے پاس پناہ گزین ہیں میں اس کی ضامن
ہوں تب حضرت علیؓ کو اطمینان ہوا اور کہا لوگو واپس جاؤ نہ اس نے جھوٹ بولا نہ ابن عمر
نے وہ میرے ہاں ثقہ ہیں تب لوگ واپس ہوئے طبری ج ۳ ص ۴۶۶ (طبع بیروت)
قصاص کو شرعاً ضروری جانتے تھے تبھی تو عبداللہ بن خبابؓ کو اور ایک اور صاحب کو
خارجیوں نے قتل کیا تو فوراً بدلہ لے کر چھوڑا (طبری) اتمام الوفا ۱۹۳۔۱۹۵)

طالبان قصاصِ عثمان کو معذور جانتے تھے فرمایا "لوگو ان کو برا نہ کہو" ہم نے
سمجھا وہ غلطی پر ہیں انہوں نے ہمیں غلطی پر جانا (تاریخ) آخر میں ہم سب اپنی غلطیوں
خطاؤں سے معافی چاہتے ہیں۔

ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل
فی قلوبنا غلا للذین آمنوا
وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وخلفاء
الرشدین اجمعین